حافظہ ہاجرہ مدنی[1]

# دساتیر پاکستان اور اسلامی تعلیمات میں عورتوں کے حقوق: تقابلی جائزہ

ABSTRACT

The God-gifted country Pakistan is in fact the outcome of an Islamic ideology. The very individuality it holds with respect to the background of its establishment is the result of such ideological endeavor. From the very beginning of its existence, efforts were made for its Islamization and among such, constitutions hold a vital position. The following article is composed about women's rights in this regard in which by keeping in view the different constitutions of Pakistan in different times, a general comparison is made with Islamic teachings. By positive and constructive criticism, recommendations are given for improvement.

گزشتہ چند صدیوں میں یورپین تہذیب وتمدن کے اثر ونفوذ کی وجہ سے دنیا کے مختلف خطوں میں حقوق نسواں کی تحریکوں نے جنم لیا ہے۔ ان تحاریک نے سیاست، معیشت، معاشرت اور معاملات سمیت ہر پہلو پر اثرات مرتب کیے ہیں۔ فرد اور اجتماع کے رویوں میں بنیادی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ یہ تبدیلیاں اپنی نوعیت میں مثبت اور منفی ہر دو طرح کے رجحانات کی حامل ہیں۔ اگر ہم اسلامی نقطہ نظر سے دیکھیں تو اہل یورپ کے مخصوص تاریخی وجغرافیائی حالات اور مخصوص فلسفہ حیات کی بنا پر ان تغیرات میں غالب رجحان منفی تبدیلیوں کا ہی رہا۔

عالم انسانی میں رونما ہونے والی تبدیلیوں اور تغیرات نے اس وقت ایک نئی کروٹ لی جب ان تحریکوں کے اثرات مغربی استعلاو برتری کی وجہ سے اہل اسلام کی طرف منتقل ہونے شروع ہوئے۔ مسلمان ایک مکمل نظام اور دستور حیات کے حامل تھے۔ گزشتہ کئی صدیوں سے وہ اپنی ایک مکمل تاریخ رکھتے تھے۔ چونکہ ماضی قریب

1 لیکچرار اسلامیات، IMCG، F-7/4، اسلام آباد

میں ان کی حالت جمود و تعطل کا شکار رہی۔ اسلامی تعلیمات سے ان کی وابستگی عمومی طور پر واجبی سی رہ گئی ہے۔ روایات تھیں لیکن شعور اور جذبے سے خالی۔

مسلمانوں کے یہی وہ فکری حالات تھے جن کی موجودگی میں مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آئی۔ پاکستان اپنے قیام سے ہی ان فکری مسائل سے دوچار ہو چکا تھا۔ اہلیان پاکستان کی تاریخ کا اگر مطالعہ کریں تو یہی کش مکش ہمیں ہر محاذ پر نظر آتی ہے۔ چناں چہ ذیل کے صفحات میں ہم پاکستانی دساتیر میں حقوق نسواں کے حوالے سے کیے گئے کام کا چند ایک پہلوؤں سے مختصر سا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔

جب ہم عورتوں کے حقوق کو پاکستانی معاشرے کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ عورتوں سے پیدائش سے لے کر جوانی تک جنس کی بنیاد پر امتیاز روا رکھا جاتا ہے۔ پاکستان میں مردوں کی اکثریت ابھی تک اسلامی مساوات اور انصاف کے بنیادی اصولوں پر عمل پیرا نہیں ہے۔ ارضِ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس مملکت خداداد کو آئینی اعتبار سے تین ادوار سے گزرنا پڑا۔ پہلے دور میں خواتین کو آئینی حقوق سے متعلق وہ آئینی تحفظات نہیں ملے جو اسلامی مملکت ہونے کے اعتبار سے پاکستان کا خاصا ہونا چاہیے تھے۔ 1960ء کا عشرہ خواتین کے حقوق کے اعتبار سے زیادہ بار آور ثابت ہوا۔ 1973ء کا آئین اسلامی بنیادوں پر استوار کیا گیا تو عورتوں کو بھی وہی حقوق دینے کی کوشش کی گئی جو مذہب اسلام نے انہیں ودیعت کیے تھے۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ عورتوں کو دساتیر پاکستان کے حوالے سے مندرجہ ذیل حقوق حاصل ہیں:

1۔ مساوات مرد وزن
2۔ معاشرتی، سیاسی اور مجموعی حقوق و تحفظات، تعلیمی حقوق
3۔ فلاح و بہبود
4۔ معاشی حقوق

## مساوات مرد وزن

1956ء کی دفعہ نمبر 5 اور 1962ء کے آرٹیکل نمبر 6 کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ واضح ہوتا ہے کہ

"تمام شہری قانون کے لیے برابر اور مساوی قانونی حفاظت کے حق دار ہیں اور ان کے ساتھ ہر لحاظ سے یکساں سلوک کرنا چاہیے۔"

1973ء کے آئین میں مساوات مرد وزن کا تصور زیادہ واضح صورت میں موجود ہے۔ آرٹیکل نمبر 25 سے معلوم ہوتا ہے کہ

"تمام شہری قانون کی نظر میں برابر اور قانون کے مساوی تحفظ کے مستحق ہیں۔ محض جنس کی بنا پر کوئی امتیاز نہیں

کیا جائے گا۔"[1]

## مساوات مرد وزن اور اسلامی تعلیمات

مساوات مرد وزن کے سلسلے میں اسلام طبعی وفطری دائرہ کار کا خیال کیا کرتا ہے۔ اسلام کے ہاں مکمل مساوات کی بجائے کچھ حدود میں برابری ہے جب کہ بعض دیگر چیزوں میں نہیں ہے۔ مثلاً تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن کا کہنا ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ﴾ [2]

"یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی۔"

اس آیت کے معنیٰ و مفہوم میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔ شرف و تکریم انسانیت میں دونوں ہی یکساں اور مساوی المرتبت ہیں۔ اسی طرح شرف ایمانی میں بھی دونوں کی حیثیت برابر ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ﴾ [3]

"میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں۔"

ایسے ہی نیکی اور تقویٰ میں بھی اللہ کے ہاں دونوں کا اجر و ثواب مساوی ہے۔ اور اگر کوئی عورت ایمان و تقویٰ میں مرد سے زیادہ ہے تو اس زیادتی کا اثر اس کے صلہ اور اجر میں بھی مرتب ہو گا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ﴾ [4]

"درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

بنیادی انسانی حقوق میں اسلام نے عورت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ عورت کے رشتے اور عمر کا خیال رکھتے ہوئے اس کے مقام و مرتبہ میں اضافہ کیا ہے۔ بیٹی، بہن، بیوی اور ماں میں سے ہر رشتے اور عمر میں جداگانہ احکام دیے گئے ہیں لیکن اس کے ساتھ بنیادی صلاحیتوں اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے اسلام نے دونوں صنفوں کے درمیان فرق روا رکھا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ﴾ [5]

"عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔"

---

1 جمہوریہ پاکستان کا دستور 1956ء: ص 62، احسان الحق قریشی اینڈ سنز لاء پبلشرز کچہری روڈ، لاہور ؛ جمہوریہ پاکستان کا دستور، 1962ء: ص 6، احسان الحق قریشی اینڈ سنز لاء پبلشرز کچہری روڈ، لاہور ؛ جمہوریہ پاکستان کا دستور 1973ء: ص 12، احسان الحق قریشی اینڈ سنز لاء پبلشرز کچہری روڈ، لاہور

2 الاسراء 17: 70

3 آل عمران 3: 195

4 الحجرات 49: 13

5 البقرۃ 2: 228

اور اسی طرح سورۃ النسامیں ارشاد فرمایا:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾[1]

"مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔"

چناں چہ اسلام نے عورت کی صلاحیتوں، مزاج اور استعداد کار کے لحاظ سے بنیادی طور پر اس کی ذمہ داریوں کا جداگانہ دائرہ کار متعین کیا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1997ء) رقم طراز ہیں:

"اسلام مرد اور عورت کو مساوی قرار دینے کے باوجود ان کی صنفی و فطری صلاحیتوں کے لحاظ سے نظام اجتماعی میں ان کو الگ الگ استعمال کرتا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو اسی مقام میں رکھتا ہے جس مقام میں وہ بہتر طریق پر معاشرے کو اپنی قابلیتوں سے فائدہ پہنچا سکیں۔"[2]

**فلاح وبہبود**

عورتوں کے حقوق اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے خواتین کی مختلف غیر سرکاری تنظیموں (NGO'S) کی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ انہی کی کوششوں کے نتیجے میں دساتیر پاکستان میں عورتوں کی فلاح و بہبود کے لئے آرٹیکل نمبر 38 میں ضمانت دی گئی کہ

"مملکت معیار زندگی بلند کر کے، مفاد عامہ کے منافی چند لوگوں کے ہاتھوں میں دولت اور وسائل پیداوار اور تقسیم کے نامناسب ارتکاز کو روک کر اور آجر و ماجور اور زمیندار و مزارع کے مابین حقوق کے منصفانہ تصفیہ کی ضمانت دیگر بلالحاظ جنس، ذات، عقیدہ یا نسل عوام کی فلاح و بہبود حاصل کرلے گی۔"[3]

**تعلیمی، معاشرتی، سیاسی اور عمومی حقوق کا تحفظ**

1962ء کے آئین کے تحت عورتوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ بلا تخصیص جنس، سرکاری اداروں میں تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ آرٹیکل نمبر 12 کے مطابق:

"کوئی قانون کسی شہری کو نسل، مذہب، ذات یا جائے پیدائش کی بنا پر کسی ایسے تعلیمی ادارے میں شریک ہونے سے محروم نہیں کرے گا۔ جو ملک کے ریونیو سے امداد حاصل کرتا ہے۔"[4]

1973ء کا آرٹیکل نمبر 22 بھی اس طرح کا حق دیتا ہے۔ اسلام میں مسلمان پر تعلیم حاصل کرنا فرض کرتا

---

1 النساء 4: 34

2 اصلاحی، امین احسن، اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام: ص 85، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 1996ء

3 جمہوریہ پاکستان کا دستور 1973ء: ص 16

4 جمہوریہ پاکستان کا دستور، 1962ء: ص 6،

ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس باب میں جنس یا کسی طرح کی بھی تفریق کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتا، وہ تعلیم و تعلم کے عمل کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اسے عبادت متصور کرتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔

«طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ »[1]

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

اس حدیث میں تحصیل علم کی خاطر جنس و نسل اور دیگر کسی نوعیت کی تفریق کو پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ مزید بر آں رسالت مآب ﷺ نے اس کے علاوہ بھی کئی ایک مواقع پر اس اہم ترین انسانی مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ قرآن میں بھی بارہا تعلیم و تعلم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے حتی کہ پہلی وحی میں بھی یہی حکم دیا گیا۔ اور ان میں سے کسی موقع پر بھی صرف جنسی امتیاز کی بنا پر کسی کو تعلیمی عمل سے محروم نہیں رکھا گیا۔

لیکن اس سلسلے میں واضح رہے کہ اسلام کی نظر میں بے حجابانہ اختلاط کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور تعلیمی نصاب میں ایسی چیزوں کی آمیزش پر اظہار تشویش کیا گیا ہے کہ جن کی وجہ سے بنیادی اسلامی اقدار پر حرف آتا ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾ ﴾[2]

''اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔''

قرآن کی یہ اور اس کے علاوہ دیگر آیات ہماری راہنمائی فرما رہی ہیں کہ مرد وزن کا آزادانہ اور بے حجابہ اختلاط ممنوع ٹھہرایا گیا ہے۔ نیز بر آں یہ ہے کہ اس میں شرم وحیا اور عفت و عصمت کی تعلیمات پر بھرپور توجہ دی گئی ہے۔

اور 1973ء کے تیسرے آئینی دور میں داخل ہوتے ہی عورتوں کے معاشرتی حقوق کی ضمانت زیادہ بہتر طور پر ملتی ہے کہ

''مملکت شادی، خاندان، ماں اور بچے کی حفاظت کرے گی۔''[3]

اسی طرح 1973ء کے دستور پاکستان میں عورتوں کے سماجی تحفظ اور سماجی انصاف کے فروغ اور سماجی برائیوں کے خاتمہ کی ضمانت بھی دی گئی ہے۔ آرٹیکل نمبر 37 کی شق 6 ملاحظہ ہو۔

''منصفانہ اور نرم شرائط کار: یہ یقین کرتے ہوئے کہ بچوں اور عورتوں کو ایسے پیشوں پر مامور نہ کیا جائے جو ان کی

1 ابن ماجة، أبوعبد الله محمد بن يزيد، سنن ابن ماجة، كتاب السنة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم: 224، دار السلام، مملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، 1999ء

2 الاحزاب 33: 59

3 جمہوریہ پاکستان کا دستور 1973ء: ص 15

عمر یا جنس کے لحاظ سے ناموزوں ہوں اور ملازم عورتوں کو زچگی سے متعلق مملکت مراعات فراہم کرے گی۔"[1]

دساتیر تعلیمی اور معاشرتی حقوق کی طرح عورتوں کے سیاسی حقوق کو بھی تسلیم کیا گیا اور تینوں آئینوں میں عورتوں کو درج ذیل سیاسی حقوق دیے گئے ہیں:

① ہر شہری کو آزادی تقریر و اظہار کا حق دیا گیا۔

② بلدیاتی اداروں کو فروغ اور متعلقہ علاقوں کے منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں میں عورتوں کو خصوصی نمائندگی دی گئی۔

③ قومی اسمبلی میں عورتوں کو مخصوص نشستیں دی گئیں۔

④ قومی زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی مکمل شمولیت کو یقینی بنانے کے اقدامات کیے گئے۔

پاکستان کے دساتیر میں عورتوں کو جو عمومی حقوق حاصل ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

① آزادی نقل و حرکت و سکونت کے بارے میں 1973ء کے آئین میں آرٹیکل نمبر 3 کے مطابق

"عام تفریح گاہوں یا مجمع کی جگہوں میں جو صرف مذہبی اغراض کے لئے مختص نہ ہوں آنے جانے کے لئے کسی شہری کے ساتھ محض نسل، مذہب، جنس، سکونت یا مقام پیدائش کی بنا پر کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔"[2]

② استحصال کے خاتمہ کے بارے میں 1973ء کے آئین میں آرٹیکل نمبر 3 کے مطابق

"مملکت استحصال کی تمام اقسام کے خاتمے اور اصل بنیادی اصول کی تدریجی تکمیل کا یقین دلائے گی کہ ہر کسی سے اس کی اہلیت کے مطابق کام لیا جائے اور ہر کسی کو اس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جائے۔"[3]

③ دساتیر پاکستان میں غلامی اور بیگار کی تمام صورتوں اور انسانوں کی خرید و فروخت کو منسوخ قرار دیا گیا۔

## معاشی حقوق

معیشت کسی قوم کی ترقی و تنزل کا اصل ماخذ ہوتی ہے۔ آزاد اور خود مختار ممالک کا یہ طرہ امتیاز ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے کے ہر فرد کو بلا تخصیص جنس معاشی جدوجہد میں حصہ لینے کے بھرپور مواقع فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان کے دساتیر بھی مختلف ادوار میں عورتوں کے معاشی تگ و دو کے سلسلے میں مختلف طریق پر رہنمائی کرتے ہیں اور انہیں یہ قانونی حق فراہم کرتے ہیں۔ اسی جدوجہد کا ایک پہلو حق ملازمت بھی ہے۔

1956ء کے دستور کے مطابق آرٹیکل نمبر 17 "ملازمتوں میں امتیازات کے متعلق تحفظات" کے زیر

1 جمہوریہ پاکستان کا دستور 1973ء: ص 16
2 ایضاً: ص 12
3 ایضاً: ص 16

عنوان یہ درج ہے کہ

④ کسی ایسے شہری کے خلاف جو پاکستان میں کسی آسامی کے قابل ہو صرف، نسل، مذہب، ذات، جنس، جائے سکونت یا جائے پیدائش کی بنا پر امتیاز نہیں برتا جائے گا بشر طیکہ یوم نفاذ دستور سے 15 سال تک آسامیوں کو کسی خاص فرقہ یا علاقے کے افراد کے لئے پاکستانی ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی کی خاطر مخصوص کیا جاسکتا ہے نیز بشر طیکہ کسی ملازمت کے مفاد کی خاطر اس میں معینہ آسامیاں یا ملازمتیں کسی جنس کے افراد کے لیے مخصوص کی جاسکتی ہیں۔

⑤ آرٹیکل نمبر 17 کے شق نمبر 1 میں کوئی امر کسی صوبائی حکومت یا مقامی یا دیگر حاکم کو اس گورنمنٹ یا حاکم کے باعث ملازمت کے بارے میں ایسی ملازمتوں پر تقرری سے قبل متعلقہ صوبہ میں سکونت پذیر ہو لیکن شرائط عائد کرنے میں مانع نہ ہو گا۔[1]

1962ء کا آئین بھی خواتین کو بحیثیت شہری آرٹیکل نمبر 14 میں اس طرح کے حقوق دیتا ہے کہ
کسی شہری کو نسل، مذہب، یا جائے پیدائش یا جائے رہائش کی بنا پر ملازمت دینے سے انکار نہیں کیا جائے گا۔[2]

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973ء کا آرٹیکل نمبر 27 عورتوں کے حقوق کا یوں تعین کرتا ہے کہ کسی شہری کے ساتھ جو بہ اعتبار دیگر پاکستان کی ملازمت میں تقرر کا اہل ہو کسی ایسے تقرر کے سلسلہ میں محض، نسل، مذہب، ذات، جنس، سکونت یا جائے پیدائش کی بنا پر امتیاز نہیں رکھا جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ یوم آغاز سے زیادہ سے زیادہ دس سال کی مدت تک کے طبقے یا علاقے کے لوگوں کے لئے عہدے محفوظ کیے جاسکتے ہیں۔

مزید شرط یہ ہے کہ مذکورہ ملازمت کے مفاد میں مخصوص عہدے پر ملازمتیں کسی ایک جنس کے افراد کے لیے مخصوص کی جاسکتی ہیں۔ اگر مذکورہ عہدوں یا ملازمتوں میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی کی انجام دہی ضروری ہو جو دوسری جنس کے افراد کی جانب سے مناسب طور پر انجام نہ دیے جاسکتے ہوں۔[3]

## دساتیر میں عورتوں کے حقوق عمل در آمد کے تناظر میں

مادرِ وطن پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد یہاں کے باسیوں کو آزادی تو مل گئی مگر عورتوں کے حقوق کا حصول ایک کھٹن مرحلہ تھا کچھ حقوق تو انہیں آسانی سے حاصل ہو گئے لیکن چند حقوق کی خاطر انہیں بھر

1 دستور پاکستان 1956: ص 4
2 دستور پاکستان 1962: ص 9
3 دستور پاکستان 1973: ص 13

پور تحریک چلانا پڑی اور اس دوران انہیں کافی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ پاکستان کی پہلی مقننہ میں دو خواتین نمائندہ تھیں۔ ایک بیگم جہاں آراشاہنواز جو کہ مسلم لیگ کی تجربہ کار اور سرکردہ خاتون تھی اور دوسری بیگم شائستہ اکرام اللہ جو کہ مشرقی پاکستان کے سہروردی خاندان سے تھی اور یہ دونوں خواتین حقوق کی اس جدوجہد میں ہراول دستے میں شامل تھیں۔

1948ء میں عورتوں کے معاشی حقوق کے لئے پہلی باقاعدہ کوشش شروع کی گئی۔ بجٹ بحث کے دوران شریعت بل پر مشتمل ایک رپورٹ ہاؤس کو پیش کی گئی جسے ایک منتخب کمیٹی نے بنایا لیکن آخری لمحوں میں یہ بل کاروائی سے حذف کر دیا گیا۔ اس پر پنجاب اسمبلی کی خواتین ارکان بہت ناراض ہوئیں اور اس مسئلہ کو مسلم لیگ کی خواتین کمیٹی میں لے گئیں۔ اور ہزاروں خواتین نے اسمبلی ہال کی طرف مارچ کیا اور پرجوش نعرے لگائے۔[1]

بیگم جہاں آراشاہنواز اور دیگر خواتین کی قیادت میں مسئلہ کو وزیراعظم لیاقت علی خان کے پاس لے جایا گیا اور آخر کار 1948ء کا مسلم شریعت پرسنل لاء مؤثر ہوا۔ اس قانون کے تحت عورتوں کو جائیداد میں وراثت کا حق دیا گیا۔

عورتوں سے متعلق اہم قوانین میں مسلم پرنسل لاء آف شریعت تھا جو 1951ء میں پھر موثر ہوا اور اس کے تحت عورتوں کو زرعی اراضی میں وراثت کا حق دیا گیا۔ اس قانونی حق کے لئے عورتوں نے 1948ء میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔

اس کے علاوہ حکومت نے عورتوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے جو اقدامات کیے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ 'مین پاور ڈویژن' میں ایک سیل قائم کیا گیا تاکہ وہ کارکن خواتین کے معیار زندگی کا تجزیہ کرے۔

الغرض پاکستان میں دساتیر کے ذریعے بڑی حد تک عورتوں کی حیثیت اور حقوق کا دھیان رکھا گیا ہے۔ اور عورتوں کے معاشرتی، سیاسی اور معاشی حقوق کے حوالے سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ کسی شہری کو ذات، جنس اور جائے پیدائش کی بنا پر فوقیت نہیں دی جائیگی۔

## دساتیر میں عورتوں کے معاشی حقوق کا اسلامی تعلیمات سے موازنہ

پاکستان کے دساتیر میں عورت کی ملازمت اور حقوق کا ذکر ہے اس حوالے سے دساتیر میں درج ہے کہ محض جنس کی بنیاد پر کسی فرد کو ملازمت دینے سے انکار نہیں کیا جائے گا۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے وہ عورت کے معاشی حقوق کو تسلیم کرتا ہے لیکن جدید سوچ اور اسلامی تعلیمات میں ایک بنیادی فرق ہے۔ اسلام عورت پر یہ ذمہ داری نہیں ڈالتا کہ وہ حصول معاش کے لیے لازماً ملازمت کرے۔

اسلام خاندان کی کفالت کا ذمہ دار تنہا مرد کو بناتا ہے۔ اس لیے کہ معاش کی دوڑ دھوپ اور ضروریات زندگی

1 Women's Role in the Pakistan movement and the formative years (paper read in the soyoptomist club), Seminar "Women in public life" By Anis Mirza, October 1972, Lahore, p. 4

فراہم کرنی کی ذمہ داری اللہ نے مرد پر ڈالی ہے۔ اسی مناسبت سے اس کو اللہ نے جسمانی، ذہنی اور اخلاقی قوت عطا فرمائی ہے۔ چناں چہ قرآن میں ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴾[1]

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں بسبب اس فضیلت کے جو اللہ نے بعض کو بعض پر دی ہے اور بسبب اس کے کہ جو وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال پس جو نیک بیویاں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں غیب میں حفاظت کرنے والیاں اللہ کی حفاظت سے اور وہ خواتین جن کے بارے میں تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو پس ان کو نصیحت کرو اور ان کو ان کے بستروں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے خلاف (خواہ مخواہ زیادتی کی) راہ مت تلاش کرو۔"

اجتماعی زندگی کی تگ ودو میں بوقت ضرورت عورت نمایاں حصہ لے سکتی ہے مگر عام حالات میں اسے اجتماعیت کے کھلے میدان میں گھل مل کر کام کرنے سے منع کر دیا گیا ہے اور اسے چند حدود سے متعین کر دیا گیا ہے تاکہ وہ اختلاط مرد وزن میں کام نہ کرے۔

## دلیل

پاکستان کے دساتیر میں عورتوں کو مردوں کے مساوی ملازمت کا حق دیا گیا ہے تو اسکے کئی نقصان دہ پہلو ہیں اگر عورتوں کو مردوں کے برابر حق ملازمت دے دیا جائے تو مردوں کی بے روزگاری میں اضافہ ہو گا اور وہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے گا۔

اس لیے پاکستان کے دساتیر میں موجود لفظ جنس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے کیونکہ اسلام بھی اس چیز کو گوارا نہیں کرتا کہ عورت مردوں کے مساوی معاشی دوڑ دھوپ میں حصہ لے جبکہ اس کی کوئی معاشی مجبوری بھی نہ ہو۔ البتہ اسلام نے عورت کے جو معاشی حقوق تسلیم کیے ہیں ان میں سے مہر، نان نفقہ، وراثت، ملکیت اور اس میں تصرف کی اجازت، کاروبار اور عمل آزادی کا حق شامل ہیں۔

پاکستان میں عورتوں کے معاشی حقوق کے حوالے سے جو جدوجہد جاری ہے اس میں یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ اس ضمن میں کی جانے والی جدوجہد کی قیادت کرنے والی خواتین نے اپنی کوششوں میں اس بات کو خاطرہ خواہ حد تک ملحوظ نہیں رکھا کہ ان کا دین (اسلام) جو دراصل عورت کے حقوق و تحفظات کا حقیقی معنوں میں محافظ ہے، ان کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ بہتر ہو تا کہ یہ جدوجہد دین اسلام میں عورتوں کے دیے گئے حقوق

1 النساء 4: 34

کے تناظر میں کی جاتی۔

پاکستانی عورت واقعی اس بات کی مستحق ہے کہ اسکے حقوق کے لیے آواز اٹھائی جائے لیکن اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسکی خستہ حالی کو بڑھا چڑھا کر بیان کر کے اس کا مزید استحصال کیا جائے اور خستہ حالی کی آڑ میں اسے غیر اسلامی سوچ رکھنے والے لوگوں کو اپنے رنگ میں رنگنے کی اجازت دے دی جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ قانونی اعتبار سے عورت کو بڑی حد تک مرد کے برابر حقوق مل چکے ہیں۔

قانونی حیثیت تسلیم کی جا چکی ہے، حق روزگار بھی اسے دیا گیا ہے اور بحیثیت عورت اسے جن جن مقامات پر خصوصی رعایت کی ضرورت ہوتی ہے اسے وہ مراعات بھی دی جا چکی ہے لیکن یہ امر ہنوز توجہ طلب ہے کہ عورت کو حقیقی معنوں میں باقاعدہ طور پر معاشی و معاشرتی حقوق دیے جانے چاہیے۔ اس وقت بھی پاکستان میں ہزاروں ایسی خواتین ہیں جنہیں نہ تو اپنے معاشی حقوق کا علم ہے اور نہ ہی وہ مناسب وقت پر اس سے مستفید ہوتی ہے۔ اصل مسئلہ ان حقوق و تحفظات کا ایک عام عورت تک پہنچنا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسا اسلامی نظام عدل و مساوات قائم کیا جائے جو اسلامی اصولوں کو عملی طور پر نافذ کر سکے۔